اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۹، شمارہ۱، مسلسل شمارہ:۳۷۱، سال ۲۰۲۴ء

کشمیری زبان میں صحافت

ثمینہ کوثر، پی ایچ ڈی
اسسٹنٹ پروفیسر کشمیریات
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

JOURNALISM IN KASHMIRI LANGUAGE

Samina Kausar, PhD
Assistant Professor of Kashmiryat
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Journalism is the back bone for any society. It is the main source of awareness among mass. Journalism began in Kashmir in Kashmiri language in the middle of the 20th century with the publication of the Kashmiri newspaper "Gaash". Kashmiri journal Gassh, Kong Pash, Gulrez played a vital role for the promotion of their native language. First Kashmiri short story, drama, novel and essay written by the Kashmiri writers get published in these Kashmiri journals and newspapers. This Article discusses about the extra ordinary role of Kashmiri journalism in order to permote the Kashmiri Cultural elements during Perspective of freedom movement of Kashmir after 1947.

Keywords:
Mahjoor, Journalism, Gaash, Gulrez, Kong Posh, Kashmiri Language, Mirza Arif Baig, Mohi-ud-Hajani

صحافت

صحافت بنیادی طور پر نثر کا ہی ایک مضبوط شعبہ ہے۔ کشمیری زبان وادب کو پروان چڑھانے میں کشمیری صحافت نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اخبار کسی بھی زبان کے تحریری اظہار کا وہ پائیدار ذریعہ ہے جس کی بہ دولت کسی کے خیالات، مافی الضمیر، تہذیبی و ثقافتی دستاویزات، شعری کارنامے، سیاسی سماجی، تواریخی، مذہبی اور عمرانی تحریروں کو قلم بند کر کے نہ صرف شائع سکتے ہیں بل کہ اُن کو محفوظ بھی کر سکتے ہیں۔ اخبارات کے ذریعے کسی بھی زبان کے ادب، اُس کے مسائل، تہذیب و تمدن اور اس کے علاوہ کئی دیگر معاملات پر بات بھی کر سکتے ہیں۔ اگر کسی زبان کا اپنا کوئی اخبار یا رسالہ یا جریدہ نہیں ہے تو وہ اُس زبان کی بد نصیبی کی علامت ہے۔ بہ قول نشاط انصاری (۱۹۱۴۔۱۹۶۹ء):

"اتھ خاص تناظر س منز چھنہِ کاشر زبانی ورائے بیئہ کانہہ تہ زبان کم نصیب۔"(۱)

ترجمہ: اس خاص تناظر میں کشمیری زبان جیسا کوئی اور بدنصیب نہیں ہے۔

عوامی سطح پر کشمیری زبان میں کوئی روزنامہ، ہفت روزہ اخبار یا ماہانہ اور سالانہ رسالہ وغیرہ شائع کرنے کا تعلق ہے۔ تحریک آزادی جو ۱۹۳۱ء کو شروع ہوئی، اس کے دوسرے سال ہی ۱۹۳۲ء میں مڈلٹن اور گلانسی کمیشن کی سفارش کے تحت کشمیر کے اندر پریس کو آزادی دی گئی۔ ڈاکٹر برج پریمی (۱۹۳۵۔۱۹۹۰ء) اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۱ء کی مڈلٹن کمیشن رپورٹ کے مطابق "ریاستی مسلمانوں کی بے چینی کی ایک وجہ یہ ہے کہ ریاست میں اخبار شائع نہیں ہوتے۔" اس دباؤ سے پریس ایکٹ میں ترمیم ہوئی۔ ۱۹۳۳ء سے باضابطہ طور پر اخبارات کا اجرا شروع ہوا اور ۱۹۴۷ء تک اخبارات کی تعداد ۷۴ تک پہنچ گئی۔ چند قابل ذکر اخبارات یہ ہیں: دیش، کسری، خدمت، حقیقت، صداقت، نور، رہنما، جیوتی، نوجیون، وکیل، خال، آفتاب، سرینگر ٹائمز، آئینہ، اقبال، ہمارا اُستاد، نوائے صبح وغیرہ۔ سرینگر سے اور جموں سے امر، سویرا، سچ، کشمیر میل، وطن، پاسبان، حقیقت، سُدرشن، چاند، افتاد، خورشید، کشمیر ٹائمز، اسی طرح پونچھ، میرپور اور مظفر آباد سے بھی اخبارات شائع ہوتے۔(۲)

یہ تمام اخبارات اُردو زبان میں شائع ہوتے تھے، کشمیری زبان وادی کی سب سے بڑی زبان ہونے کے باوجود اس میں کوئی اخبار شائع نہیں ہوتا تھا۔ جس کے نتیجے میں کئی کشمیری ادیبوں اور شاعروں نے کشمیری زبان میں اخبارات اور رسائل کی کمی کو سنجیدگی سے محسوس کیا۔ ادیبوں کے اسی احساس نے اس

جذبے کو حرارت دی جس وجہ سے کئی کشمیری پروفیسروں نے ۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ سری پرتاپ کالج کے میگزین میں کشمیری زبان کے نثری اور شعری تخلیقات کے لیے ایک حصہ مخصوص کر دیا اور اس طرح کشمیری صحافت کا اجراء پرتاپ میگزین سے ہوا۔ اس سے پہلے کشمیری زبان میں لکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ نشاط انصاری کے یہ قول:

> ”کاشرین ہندیو دلو منز یہ خیال کڈنس اندر یمن پروفیسرن ہنزن کوششن ہند عمل دخل رود
> تمن منز اوس پی-این پشپ تہِ شامل۔“(۳)

ترجمہ: کشمیریوں کے دلوں میں سے یہ خیال نکالنے میں جن پروفیسروں کی کوششوں کا عمل دخل رہا، اُن میں پی-این پشپ بھی شامل تھے۔

کچھ عرصہ بعد کشمیری زبان کے رسم الخط کے تنازع اور دوسرے حالات کے باعث **پرتاپ میگزین** میں سے کشمیری حصے کی اشاعت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا، مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ بحال ہو گیا اور آج بھی جاری ہے۔

صوفی غلام محمد (۱۹۳۰-۲۰۰۹ء) ایڈیٹر سرینگر ٹائمز تھے، اُن کے مطابق صحافت میں کشمیری زبان میں لکھنے کا آغاز عیسائی مشنری کی کوششوں سے ہوا ہے۔ صوفی غلام محمد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”کشمیری زبان میں اخبار نکالنے کی جو کوششیں کی گئیں وہ کشمیریوں نے نہیں کیں بل کہ عیسائی مشنریوں نے کرالہ یار اور دروگجن کے ہسپتالوں میں چھپنے والے اخبار میں بیماروں کے لیے ہسپتال کی کارروائی کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی تبلیغ بھی کی جاتی تھی اور یہ اخبار تب تک چھپتا رہا جب تک ڈاکٹر نیو ارنسٹ زندہ رہے۔“(۴)

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے دور میں محمد یحییٰ رفیقی نے **گاشہ تارکھ** اخبار کا اجرا کیا تھا۔ پرتاپ سنگھ کا دور ۱۸۸۵ء سے ۱۹۲۵ء تک پھیلا ہوا ہے اور پھر ۱۹۰۵ء کے قریب یہی اخبار **جہانگیر** کے نام سے چھپتا رہا۔ اس میں کشمیری زبان میں کالم بھی چھپتے رہے۔(۵)

گاش

کشمیری زبان میں باضابطہ اخبار کا آغاز **گاش** سے ہوتا ہے، جو ۱۹۴۰ء میں غلام احمد مہجور (۱۹۵۲ء - ۱۸۸۷ء) نے شروع کیا۔ اس اخبار کی اشاعت کے حوالے سے اختر محی الدین

(۱۹۲۷۔۲۰۰۱ء) لکھتے ہیں کہ اس اخبار کی نسبت میں نے محمد امین (ابن مہجور) صاحب سے بات کی۔ اُن کا کہنا ہے کہ ۱۹۴۰ء میں مولانا ابوالکلام آزاد سری نگر آئے۔ انھوں نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ یہاں کوئی کشمیری اخبار نکلتا ہے کہ نہیں۔ جب انھوں نے سُنا کہ کوئی اخبار نہیں نکلتا تو اُن کو حیرت ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ کشمیریوں میں تب تک سیاسی بیداری پیدا نہیں ہوسکتی جب تک یہاں کی زبان میں یہاں کا اخبار نہ ہو۔ یہ سُن کر شیخ صاحب نے مہجور صاحب سے اس بات کا ذکر کیا اور مہجور صاحب نے کشمیری اخبار نکالنے کا ذمہ لے لیا۔(۶)

بہ ہر حال پرتاپ میگزین میں کشمیری زبان کو جگہ دینے کے بعد شاعرِ کشمیر غلام احمد مہجور نے ایک تاریخ ساز کوشش کی، جس کے نتیجے میں اولین کشمیری ہفتہ وار اخبار منظر عام پر لانے میں کام یاب ہوئے اور کشمیری زبان کے اولین صحافی بن گئے۔ اُن کی صحافت میں یہ کوشش سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مہجور نے اپنا اخبار **گاش** کے نام سے ۳۱ ساون ۱۹۹۷ بکرمی بہ مطابق ۱۳۔ اگست ۱۹۴۰ء کو شروع کیا۔ اس کا مالک محمد امین اور ایڈیٹر حفیظ اللہ تھے۔ بہ قول غلام نبی خیال (۱۹۳۶ء):

مہجور صاحب اخبار میں اپنا نام اس لیے نہ دے سکے کیوں کہ وہ سرکاری ملازم تھے اور محکمہ مال میں کام کرتے تھے۔ یہ اخبار کشمیر پرنٹنگ پریس سے چھاپا جاتا اور ٹنگی کولا یعنی مہجور کے گھر سے تقسیم کیا جاتا تھا۔(۷)

اس وقت کی حکومت نے اس اخبار کے نکالنے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی کیوں کہ جب **گاش** اخبار کا آغاز ہوا اس وقت اُس حکم کو آٹھ سال ہو چکے تھے، جس کے تحت کشمیر میں اخبار نکالنے کی اجازت حکومت کی طرف سے دی گئی تھی۔ چناں چہ اس کے ابتدائی شمارے کے ایڈیٹوریل میں ”گورنر صاحبن شکرانہ“ (گورنر صاحب کا شکریہ) ادا کیا گیا ہے۔ جنھوں نے یہ محسوس کیا کہ کشمیر کے لوگوں کو بھی کشمیری اخبار دیکھنا چاہیے۔ لہٰذا آسانی سے اخبار نکالنے کی اجازت دے دی گئی:

”گاش (روشنی) کا پہلا شمارہ ۳۱ساون ۱۹۹۷ بکرمی بدھ وار کے دن کشمیری زبان کے اولین اخبار کی حیثیت سے شائع ہوا۔“(۸)

ابتدائی شمارے کے پہلے صفحے پر شیخ محمد عبداللہ اور پریم ناتھ بزاز کے پیغام لکھے ہیں اور ساتھ ہی مہجور کی یہ نظم نمایاں طور پر تحریر کی گئی ہے:

گٹہ ژج گاش آو گاہ ترووالالن
سنگر مالن پیوو پرا گاش

ترجمہ: اندھیرا دُور ہوا، پہاڑوں کی چوٹیوں سے روشنی اُبھری اور پھولوں پر پھیل گئی۔

شیخ محمد عبداللہ کے پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت یعنی آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کشمیر سے درجنوں کے حساب سے اردو اور انگریزی اخبار نکلتے تھے۔ کشمیری زبان اٹھارہ لاکھ لوگوں کی زبان تھی مگر اس میں کوئی کشمیری اخبار نہیں نکلتا تھا۔(۹)

پنڈت پریم ناتھ بزاز نے اپنے پیغام میں کچھ اس طرح کہا ہے:

"یوتان نہِ کاشر زبانی ترقی حاصل سپد۔ توتان چھنہ تعلیمہ ہُندے یوت عام بنائون سٹھاہ مشکل بلکہ عام لوکھ تہ ین نہِ بیدار گُرنہِ۔"(۱۰)

ترجمہ: جب تک کشمیری زبان کو ترقی حاصل نہ ہوگی تب تک نہ صرف تعلیم کو عام کرنا مشکل ہے بل کہ عام لوگ بھی بیدار نہیں ہوں گے۔

گاش اخبار کے دوسرے صفحے پر ایک طویل اداریہ لکھا گیا ہے۔ جس کے تحت پڑھنے والوں کو پتہ چلتا ہے کہ کشمیر میں تقریباً ۱۹۳۲ء میں اخبار نکالنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مہجور سے پہلے بھی کئی لوگوں نے کشمیری زبان میں اخبار نکالنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ مہجور کے **گاش** اخبار کے اجرا کے حوالے سے غلام نبی خیال لکھتے ہیں:

"مہجور چھہ **گاش** جاری کرنہ کیو مقصد و منز اکھ مقصد یہ تہِ بیان کران ز... یہ دیہ بادشاہس (مہاراجہ ہری سنگھس) تہِ رعیتس پانہِ وٲنی جان محبت پٲدٕ کرِ تھ۔"(۱۱)

ترجمہ: مہجور **گاش** اخبار کے جاری کرنے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ (مہاراجہ ہری سنگھ) اور رعایا کے درمیان محبت کا باعث بنے گا۔

اخبار کے دوسرے اور تیسرے صفحے پر جو باقی مضامین ہیں ان میں جنگ بازی کی خبریں پروفیسر مرزا غلام حسن بیگ کا مضمون "گامہِ باین ہند کھاتر صاف ہوا" (دیہاتی بھائیوں کے لیے

صاف ہوا) کے عنوان سے چھپا۔ جب **گاش** اخبار بازار میں آیا تو وہ زمانہ دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹ء۔۱۹۴۵ء) کا تھا، اس وجہ سے اس کے چاروں صفحوں پر کئی جگہوں پر جنگی خبریں اور اس حوالے سے تبصرے کیے گئے تھے۔ اخبار کے ایک صفحے پر یہ دل چسپ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص کشمیری اخبار خریدے گا اُسے ڈیڑھ روپے کی کتاب مفت دی جائے گی۔

گاش کے دوسرے شمارے کی تاریخ ۸ بہادر ۱۹۹۷ بمطابق ۲۸ اشد ۶۲۱ ہے۔ اس میں مہجور کی نظم "لالہ میون منز شالہ مارن سیتی یارن اَسہِ ما" بھی شامل ہے۔ اس میں کشمیری زبان میں ایڈیٹوریل، جنگ کی خبریں، علی محمد تاجر کتب حبہ کدل کی طرف سے کتابوں کا اشتہار دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پیر حسام الدین اینڈ سنز جنرل مرچنٹس امیر کدل اور جوتوں، جرابوں اور بنیانوں کے اشتہار پیر قمر الدین جنرل مرچنٹس امیر اکدل کی طرف سے دیا گیا۔(۱۲)

گاش کا تیسرا شمارہ ۱۱۔ اسوج ۱۹۹۷ بکرمی، جمعرات بمطابق ۲۵ کادتک ۶۲۱۔ اس میں بھی پہلے صفحے پر مہجور کی نظم "بالہِ یار نیر تھ گوم بائی یے" کے علاوہ جنگ کی خبریں ایڈیٹوریل پنڈت کاشی ناتھ راز دان کا مضمون "گاش اخبار پرنچ دلیل" ہنسا کھیلنا، کتابوں کی دکان علی محمد تاجر کتب کا اشتہار، پیر قمر الدین کے جوتوں کی دُکان کا اشتہار، کشمیری کتابوں کی فہرست اور کشمیری اخبار **گاش** باقاعدگی سے نہیں نکلتا، اس کے متعلق ایڈیٹر نے اپنی مفروضات پیش کیں ہیں۔(۱۳)

گاش اخبار کا چوتھا شمارہ ۳۱ کاتک ۱۹۹۷ بکرمی، بروز پیر ۱۳ پوہ ۲۲۱ ک کو شائع کیا گیا اور یہ عیسوی کے حساب سے ۱۳ نومبر ۱۹۴۰ء بنتا ہے۔ اس کے ابتدائی صفحے پر مہجور کی نظم:

"شاد سپدم دل مے بوزم سالہ ییہ از بالہِ یار"

ترجمہ: میرا دل خوشی سے جھوم اُٹھا جب میں نے سنا کہ میرا بچپن کا دوست آج دعوت میں آرہا ہے۔

اس کے علاوہ اس شمارے میں اسمبلی کی کارروائی کے متعلق اداریے، جنگ کی خبریں، ہنسنا اور کھیلنا، پیر قمر الدین جنرل مرچنٹس، علی محمد تاجر کتب حبہ کدل، غلام محمد نور تاجران کتب اور پیر حسام الدین جنرل مرچنٹس کے علاوہ کشمیری کتب کی فہرست بھی چھاپی گئی ہے۔(۱۴)

پیش کش ۷۸

گاش اخبار میں مختلف کالموں میں سب سے زیادہ پسند کیے جانے والا کالم ''اسن تہ گندن'' تھا۔ اس حوالے سے اختر محی الدین لکھتے ہیں:

''گاشک اخبار کی مودر کالم اسن تہ گندن، اتھ کالمس منز اوس ہزل تہ مذاکھ پیش کران''

ترجمہ: **گاش** اخبار کا سب سے خوبصورت کالم ہنسنا اور کھیلنا تھا۔ اس کالم میں طنز و مزاح پیش کیا جاتا تھا۔(۱۵)

گاش اخبار کئی مشکلات کے باوجود چلتا رہا حال آں کہ نہ اسے کوئی سیاسی سرپرستی حاصل تھی اور نہ ہی حکومت کوئی مالی مدد کرتی تھی۔ دوسرا کشمیری زبان کے لیے کوئی خاص رسم الخط مروج نہ تھا جو کہ پڑھنے والوں کے لیے سہولت کا باعث بن سکتا۔ مگر اس کے باوجود یہ اخبار تین سال ناساز گار حالات کے باوجود باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ آخر ایک مشکل کا شکار ہو کر اس وقت بند ہو گیا جب دوسری جنگ عظیم کی بہ دولت اخبار کا کاغذ نایاب ہو گیا، چوں کہ **گاش** اخبار کے مالک کے پاس کوئی حکومتی مدد نہیں تھی اس لیے انھیں کاغذ نہ مل سکا، اس کی وجہ سے کشمیری زبان کے ابتدائی اخبار کو بند کرنا پڑا، بہ قول اختر محی الدین (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۲ء):

> ''دوہے روزن نہ حالات یتھی زہ کاشرہ زبانی منز آسہِ نہ اخبار۔ از تہ پگاہ نیرن یتھ زبانی منز اخبار تہِ۔ مگر اخبار **گاش** روزہ ہمیشہ یادگار اخبار۔ تکیازہ یہ اوس صحافتہ کس مٲدانس منز کاشرہ زبانی ہنزہ ترقی پسند گوڈنیک زینہ پوو۔''(۱۶)

ترجمہ: ہمیشہ حالات ایسے نہیں رہیں گے کہ کشمیری زبان میں اخبار نہ ہو۔ آج نہیں تو کل اس زبان میں بھی اخبار نکلیں گے۔ مگر اخبار **گاش** ہمیشہ یادگار اخبار رہے گا کیوں کہ یہ صحافت کے میدان میں کشمیری زبان کی ترقی کا اولین زینہ ہے۔

گویا ترقی پسند تحریک کا جو دور ۱۹۳۶ء میں شروع ہوا۔ اُس کی بدولت بین الاقوامی طور پر جو عوامی شعور بیدار ہوا اس کے اثرات جب کشمیر میں پہنچنے شروع ہوئے تو وہاں کے پڑھے لکھے طبقے نے بھی عوام کی بیداری کے لیے اقدامات کرنے شروع کیے۔ کشمیری زبان کا اخبار **گاش** اسی سلسلے کی کڑی تھا جسے کشمیری ادب و ثقافت کو ترقی دینے کی کوششوں میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

کونگ پوش

بیسویں صدی کا ابتدائی دور عالمی سطح پر ایک نئے انقلاب کا دور تھا۔ جسے عام طور پر سوشلسٹ یا کمیونسٹ انقلاب کہتے ہیں۔ اس نظام کا مقصد ساری دنیا میں سرمایہ داری کا نظام ختم کر کے مساوات پر قائم محنت کشوں کا راج قائم کرنا تھا۔ اس انقلاب کے زیر اثر ادب بھی آیا اور محسوس کیا گیا کہ نیا ادب سرمایہ دارانہ نظام سے دور رہے اور محنت کشوں کی جدوجہد کا حامی ہو۔

ترقی پسند تحریک کے قائم ہونے کے بعد کشمیریوں میں نئی انجمنیں بنانے کا شوق ہوا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد "کلچرل محاذ" کے نام سے ایک تنظیم بنی۔ دو سال گزرنے کے بعد اس کا نام "کلچرل کانگریس" رکھا گیا۔ اس تنظیم کی ایک شاخ " انجمن ترقی پسند مصنفین" تھی۔ جس کے زیر اہتمام اولین کشمیری رسالہ جاری کیا گیا، جس کا نام **کونگ پوش** تھا۔ بہ قول نشاط انصاری:

> "۱۹۴۹ء منز کلچرل کانگریس چیو کوشِشو سیٹتی کونگہِ پوش رسالہ گوڈنچہ لٹہ شائع کرنا۔"(۱۷)

ترجمہ: ۱۹۴۹ء میں کلچرل کانگرس کی کوششوں کے ساتھ پہلی مرتبہ **کونگ پوش** کے نام سے رسالہ شائع ہوا۔

ابتدائی شمارے کے بعد کچھ عرصے تک اس کی اشاعت بند رہی اور پانچ یا چھ مہینے کے بعد اس کا دوسرا شمارہ ۱۹۵۰ء میں منظر عام پر آیا۔ **کونگ پوش** کلچرل کانگریس اور کلچرل کانفرس کا ترجمان تھا۔ ترقی پسند تحریک کے کشمیر میں سرپرست غلام محمد صادق تھے۔ انھوں نے اس کے ابتدائی شمارے میں اس حوالے سے جو لکھا ہے اس کو غلام نبی خیال (۱۹۳۶ء) نے اپنی کتاب میں اس طرح سے پیش کیا ہے:

> "The publication of Kong Posh in Kashmiri language is of a historical significance. This significance is very much there because the language which stood suppressed till date has the honour of having its own magazine for the first time to represent the people's culture as its genuine representative."(18)

کونگ پوش کے ایڈیٹوریل بورڈ میں غلام احمد مہجور(۱۸۸۷۔ ۱۹۵۲ء)، مرزا عارف (۱۹۱۰۔ ۲۰۰۰ء)، دیناناتھ نادم(۱۹۱۶۔ ۱۹۸۸ء)اور سوم ناتھ زُتشی(۱۹۲۳۔ ۱۹۹۶ء) جیسی نام ور شخصیات شامل تھیں۔ جن کی کشمیری زبان و ادب میں خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور یہی لوگ کشمیری ادب میں نئی روح ڈالنے والے ہیں۔ اُن کو نیا رنگ آہنگ دینے والے ہیں۔ پروفیسر محی الدین حاجنی(۱۹۱۷ء۔ ۱۹۹۳ء) **کونگ پوش** کی ادبی قدر و قیمت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”کاشرس نثرس تہِ نظمس آیہ جدید ترقی پسندن ہنز وتھ ”کونگ پوش“ رسالس منز ہاوتہٕ۔“(۱۹)

ترجمہ: کشمیر نثر اور نظم کو جدید ترقی پسندوں کا راستہ **کونگ پوش** رسالے میں دکھایا گیا۔

کشمیری نثری اور شعری ادب کی کئی تخلیقات پہلی مرتبہ **کونگ پوش** رسالے میں متعارف کروائی گئیں۔ نور محمد بٹ(۱۹۰۵ء۔ ۱۹۴۵ء) **کونگ پوش** کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”کونگ پوش منز یوسہ پیٹنی کتھ چھپان اَس جاد تر سیاست ویژھناونہ یوان۔ ادبی مسلن ہنز اَس نہ کہنے ذِکر آسان۔ ذکر اے آسہ ہانہِ سو آس سٹھاہ کم آسان۔“(۲۰)

ترجمہ: **کونگ پوش** میں جو زیادہ تر اپنی بات چھاپتے تھے وہ زیادہ تر سیاسی ہوتی تھیں۔ ادبی مسئلوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا تھا۔ جو ذکر ہوتا بھی تھا تو وہ بہت کم ہوتا تھا۔

سیاست اور ترقی پسندی کا شکار ہونے کے باوجود **کونگ پوش** رسالے نے جو خدمت کشمیری ادب کی، کی ہے وہ کشمیری ادب کی تاریخ کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے۔ بہ قول مشعل سلطان پوری (۱۹۳۷ء۔ ۲۰۲۰ء):

> ”کشمیری زبان منز لکھی متی گوڈنکی افسانہ، گوڈنیچہ ناولہ ہند گوڈنیک باب، سأنی مضمون، مقالہ ۱۹۴۷ء پتہ لیکھی متی گوڈنکی ڈراما رودی اَتھ رسالس منز چھاپ سپدان۔“(۲۱)

ترجمہ: کشمیری زبان میں لکھا گیا اولین افسانہ، اولین ناول کا پہلا باب، ہمارے مضامین، مقالے ۱۹۴۷ء کے بعد لکھا گیا پہلا ڈراما اسی رسالے میں چھپے۔

کونگ پوش رسالے کی کشمیری ادب میں جو تاریخی اہمیت ہے اس کو کشمیر کے نام ور ادیبوں نے تسلیم کیا ہے اس حوالے سے غلام نبی خیال رقم طراز ہیں:

> "Kong posh provided space on its pages for new experiments in Kashmiri literature and it was then for the first time after 14 century that literary prose was introduced in this 5,000 year old language to which a number of progressive writers switching from Urdu to Kashmiri, their own mother tongue, contributed with, replete literary writings for the Kashmiri reader and opened up new avenues modern literature."(22)

کشمیر کے نام ور محقق، ادیب شاعر شفیع شوق **کونگ پوش** کے ادبی مقام کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "کأشرس ادبس نو وُرخ دنس منز چھُ کونگ پوش رسالک ڈیت سارولے کھوتہ اہم"

ترجمہ: کشمیری ادب کو ایک نیا رُخ دینے میں **کونگ پوش** رسالے کا کردار سب سے زیادہ اہم ہے۔(۲۳)

پمپوش:

بزم ادب دہلی کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں **پمپوش** رسالہ دہلی سے جاری کیا گیا۔ اس رسالے میں نستعلیق اور ناگری رسم الخط کو استعمال کرتے ہوئے کشمیری شعرا اور اُدبا نے کشمیری زبان میں اپنی تحریریں پیش کیں۔

گلریز

۱۹۴۵ء میں مرزا عارف نے " بزم ادب" نام کی تنظیم قائم کی اور اس کی طرف سے اردو ماہنامہ **گلریز** شروع کیا۔ جس میں کشمیری سیکشن بھی موجود تھا۔ اس رسالے میں اردو کے ساتھ ساتھ کشمیری نثر کے کئی بہت اچھے تجربات کیے گئے۔ بہ قول مشعل سلطان پوری:

> "اس رسالے کے بانی مرزا عارف تھے۔ نظر و ترتیب کار پروفیسر حاجنی صاحب اور عبدالحق برق صاحب مٹہ تھے اور مدیر اور پبلشر محمد صدیق کبروی تھے۔"(۲۴)

کچھ عرصے کے بعد **گلریز** کی اشاعت بند ہو گئی۔ دو سال اور آٹھ ماہ جاری رہنے کے بعد اس کے بند ہونے کی وجہ عارف صاحب خود ہی اشاروں کنایوں میں بیان کرتے ہیں:

میں نے سفر چین کی کئی نظمیں اس میں چھپوا دیں۔ کسی ہم درد نے اردو میں ان کا اس انداز میں ترجمہ کر کے مرکزی حکومت کے وزیر داخلہ کو بھیج دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میں ہندوستان کو چین کے مقابلے میں ذلیل کر کے پیش کر رہا ہوں۔(۲۵)

پروفیسر حاجنی کا ڈرامہ ''گریسی سندگر'' قسط وار **گلریز** میں ہی جون ۱۹۵۳ء سے فروری ۱۹۵۵ء تک شائع کیا گیا۔ حاجنی صاحب کا **مسدس حالی**' کا کشمیری ترجمہ جنوری ۱۹۵۳ء سے اپریل ۱۹۵۵ء تک قسطوں میں شائع ہوتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی اشاعت بند ہو گئی اور دوبارہ ۱۹۶۰ء میں مرزا عارف صاحب کی نگرانی میں شروع ہوا۔(۲۶)

گلریز جب دوبارہ شروع ہوا تو اس مرتبہ یہ مکمل طور پر کشمیری زبان کے لیے مخصوص رہا۔ اس کے ترتیب کار مرزا عارف، مرزا حبیب الحسن اور غلام نبی خیال تھے۔ مگر وہ اہتمام اور رنگ اور روپ کہاں جو پہلے تھا۔ جس نے کشمیری ادب کی بڑی خدمت کی۔ یہ رسالہ اردو، ہندی اور کشمیری زبان کے تین حصوں پر مشتمل تھا۔ کچھ شمارے شائع ہونے کے بعد یہ رسالہ بھی بند ہو گیا۔ بہ قول صوفی غلام محمد(۱۹۳۷ء۔ ۲۰۲۲ء):

> '' آزادی پتہ یم رسالہ داریہ۔ اگرچہ تمن منز جاد تر افسانہ مضمون تہِ باقے چیز چھپان مگر تمو کور کاشر زبانی منز صحافتچ وتھ ہموار کرنچ کوشش۔ یمو رسالو منز چھُ کونگ پوش، گلریز تہِ دلہِ منز نیرن وول پمپوش باونس لایق۔''(۲۷)

ترجمہ: آزادی کے بعد جو رسالے شائع ہوئے۔ اگرچہ اُن میں زیادہ تر افسانے، مضمون اور باقی چیزیں چھپتی تھیں۔ مگر انھوں نے کشمیری زبان میں صحافت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ ان رسالوں میں **کونگ پوش**، **گلریز** اور دلی سے شائع ہونے والا **پمپوش** قابل ذکر ہیں۔

کونگ پوش اور **گلریز** کے بعد تقریباً ایک دہائی تک کشمیری زبان میں کوئی باقاعدہ رسالہ سامنے نہ آیا۔ ۱۹۵۸ء میں کلچرل اکیڈمی کے قیام کے بعد اس ادارے نے **شیراز** کشمیری زبان کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں میں شائع کرنا شروع کیا۔ غلام نبی خیال ''کونگ پوش'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"The Complete file of Kong Posh is not available now." (28)

کشمیری زبان و ادب میں **کونگ پوش** اور **گلریز** کو جو اہمیت حاصل ہے اس کو کشمیری کے سبھی ادیبوں اور شاعروں نے تسلیم کیا ہے۔ جس کا وہ اپنے مضامین میں بارہا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس بارے میں ڈاکٹر برج پریمی کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

آل اسٹیٹ کلچرل کانفرنس نے اردو اور کشمیری میں **کونگ پوش** اور انجمن ترقی پسند مصنفین نے **آزاد** سری نگر سے نکالا۔ ایک اور رسالہ **گلریز** کافی عرصہ تک شائع ہوتا رہا۔ **کونگ پوش** بڑا معیاری پرچہ تھا اور ترقی پسند ادب کا ترجمان تھا۔ **کونگ پوش** (اردو) کے صرف دو شمارے شائع ہوئے تھے۔ لیکن **کونگ پوش** (کشمیری) کافی عرصہ تک باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد کشمیری ادب میں جو ایک نئی سمت اور رفتار پیدا ہوئی، اس کا مطالعہ کرنے کے لیے **کونگ پوش** کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ **گلریز** بڑا معیاری پرچہ تھا۔ سری نگر سے شائع ہونے والا یہ پرچہ کشمیری اور اردو دونوں زبانوں کے لیے وقف تھا۔ اپنے محدود وسائل کے باوجود **گلریز** نے یہاں کے ادبی رسائل میں اپنی منفرد جگہ بنالی تھی۔(۲۹)

کشمیری ادب و صحافت میں مندرجہ بالا رسائل اور اخبارات نے کشمیری زبان و ادب کو فروغ دینے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ رسائل اور اخبارات کشمیری زبان میں لکھنے والوں کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث بنے اور صدیوں سے ذلت سہنے کے بعد کشمیری زبان میں باقاعدہ ادب تحریر کیا جانے لگا۔ یہ انھی اخبارات اور رسائل کی کاوشیں ہیں کہ آج وادی کشمیر میں جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر سے **شیر آز** کشمیری زبان کے ساتھ کشمیر کی دوسری علاقائی زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کشمیری زبان میں **سون ادب** کا سالنامہ شمارہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں کشمیری زبان و ادب کے تحقیق و تنقید کے حوالے سے مختلف موضوعات پر لکھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ کشمیر سے سالانہ تحقیقی رسالہ **انہار** کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس وقت وادی کشمیر میں یہ تینوں رسالے کشمیری زبان کے حوالے سے اپنی بھرپور ادبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) نشاط انصاری، کاشر صحافت، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۹۳ء)، ۱۹۔۲۰۔

(۲) برج پریمی، جلوہ صد ہائے رنگ، (سری نگر: تپسیا، آزاد سٹی، نئی پورہ، ۱۹۸۱ء)، ۲۰۱۔

(۳) نشاط انصاری، کاشر صحافت، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی)، ۲۶۔

(۴) صوفی غلام محمد، کاشرہ زبانی منز صحافتک روہ رکان، مشمولہ سون ادب، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۵۹ء)، ۲۶۴۔

(۵) مشعل سلطانپوری، کاشر نثرک تعمیر کار، (سری نگر: کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۸۲ء)، ۲۲۵۔

(۶) اختر محی الدین، ''گاش''، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۶۴ء)، ۳۹۔

(۷) غلام نبی خیال، کوشر اخبار ''گاش'' مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، س۔ن)، ۲۱۔

(۸) اختر محی الدین، گاش (کاشرہ زبانی ہند گوڈنیک اخبار) مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹس، کلچر اینڈ لینگوئجز،)، ۳۸۔

(۹) غلام نبی خیال، کوشر اخبار ''گاش'' مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، س۔ن)، ۲۱۔

(۱۰) ایضاً، ۲۳۔

(۱۱) ایضاً، ۲۳۔

(۱۲) نشاط انصاری، کاشر زبان تہ صحافت، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی)، ۲۴۔

(۱۳) ایضاً، ۲۵۔۲۴۔

(۱۴) ایضاً۔ ۲۵

(۱۵) اختر محی الدین، ''گاش'' مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۶۴ء)، ۴۲۔

(۱۶) ایضاً، ۴۰۔

(۱۷) نشاط انصاری، کاشر زبان تہ صحافت، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی)، ۲۶۔

(18) Ghulam Nabi Khayal, *Progressive literary movement in Kashmir*, (Srinagar: Khayalat Publishers, 2011),163.

(۱۹) مشعل سلطانپوری، کاشر نثرک تعمیر کار، (سری نگر: کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۸۲ء)، ۲۲۵۔

(۲۰) نور محمد بٹ، سون نوو ادب، مشمولہ سون ادب، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۵۹ء)، ۲۵۵۔

(۲۱) مشعل سلطانپوری، کاشر نثرک تعمیر کار، (سری نگر: کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، ۱۹۸۲ء)، ۲۲۶۔

(22) Ghulam Nabi Khayal, *Progressive literary movement in Kashmir*,165.

(۲۳) ناجی منور، شفیع شوق، کاشر زبان تہ ادبک تواریخ، (سری نگر کشمیر: علی محمد اینڈ سنز، ۲۰۱۲ء)، ۵۴۱۔

اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۹، شمارہ۱، مسلسل شمارہ:۱۷۱، سال ۲۰۲۴ء

(۲۴) مشعل سلطانپوری، کاشر نثرک تعمیر کار، (سری نگر: کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی کشمیر، ۱۹۸۲ء)، ۲۲۶۔

(۲۵) نشاط انصاری، کاشر زبان تہ صحافت، مشمولہ شیرازہ، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی)، ۲۲۔

(۲۶) ایضاً، ۳۰۔

(۲۷) صوفی غلام محمد، کاشر صحافت، مشمولہ سون ادب، (سری نگر: جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۷۲ء)، ۳۸۹۔

(28) Ghulam Nabi Khayal, *Progressive literary movement in Kashmir*,167.

(۲۹) برج پریمی، کشمیر کے مضامین، تپسیا۵۸۔(سری نگر: آزاد سٹی نٹی پورہ کشمیر، ۱۹۸۹ء)، ۱۹۹۔

BIBLIOGRAPHY

- Akhtar Mohiuddin, Gaash (Kashra Zabani Hund Gudnaiuk Akhbar, (Incl.) *Shīrāzah*, (Srinagar: Jammu & KashmirCultural Academy).
- Akhtar Mohiuddin, Gaash, (Incl.) *Shīrāzah*, (Srinagar: Kashir Department, Kashmir University, 1964).
- Barj Premi, *Jalva Sadha'y Rang*, (Srinagar, Tpsya: Azad City, Na'epura, 1981).
- Ghulam Nabi Khayal, Kushar Akhbar Gash, (Incl.) *Shīrāzah*, (Srinagar: Jammu & KashmirCultural Academy)
- Ghulam Nabi Khayal, *Progressive literary movement in Kashmir*, (Srinagar: Khayalat Publishers, 2011
- Mashal Sultan Puri, *Kashir Nasrki T'amīrkar*, (Srinagar: Kashir Department Kashmir University, 1982).
- Nishat Ansari, Kashir Sahafat, (Incl.) *Shirāza*, (Srinagar: Jammu & Kashmir Cultural Academy, 1993).
- Nishat Ansari, Kashir Zūbān the Sahāfat, (Incl.) *Shirāza*, (Srinagar: Jammu & Kashmir Cultural Academy).
- Noor Muhammad But, Sūn Na'vo Adab, (Incl.) *Sūn Adab*, (Srinagar: Jammu & KashmirCultural Academy, 1959)
- Shafi Shauq, Naji Munawwar, *Kashir Zabān te Adabak Tavarīkh*, (Sarinagar: Ali Muhammad and sons, 2012)
- Sufi Ghulam Muhammad, Kashir Zubani Manz Sahafatuk Rui Rukan, (Incl) *Sūn Adab*, (Srinagar: Jammu & Kashmir Academy of Art, Culture & Languages, 1928).

❖❖❖